نظریۂ توحید قرآن مجید کی روشنی میں

تحریر:۔ مولانا محمود احمد صاحب عفی عنہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ھو اللہ احد ہ اللہ الصمد ہ لم یلد ولم یولد ہ ولم یکن لہ کفواً احد ہ

توحید وہ بنیادی نظریہ ہے۔ جسے سمجھانے کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمام انبیاء رسل ؑ کو معبوث فرمایا۔ جنہوں نے اپنی اپنی قوم کے سامنے پوری تندہی وجانفشانی سے نظریہ توحید کی وضاحت فرمائی۔ اس پاکیزہ نظریہ کو خلق خدا کے قلب ونظر میں بسانے کے لئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں توحید ایک ایسا خدائی پیغام ہے جو ہر پیغمبر علیہ السلام نے اپنی قوم کو سنایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۝

الانبیاء - ۲۵

ہم نے آپ سے پہلے جس رسول کو بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں پس تم میری ہی بندگی کرو۔

•۔ نظریۂ توحید ملت کی رُوحانی قوتوں کا سرچشمہ ہے۔

•۔ نظریۂ توحید مسلمان کے لئے سرور واطمینان کا پیش خیمہ بنتا ہے۔

•۔ نظریۂ توحید کو دل میں اُتار لینے سے معارف وحِکم کے دروازے کھل جاتے ہیں! انوار وتجلیات کا قلبِ انسانی پر ورود ہونے لگتا ہے اور تائیدات غیبی کی بشارت ملتی ہے

•۔ نظریۂ توحید پر ثابت قدم رہنے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ ایسی محبت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کی حلاوت ولذت میں محو ہو کر انسان اللہ کے سوا کائنات کی ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

- نظریۂ توحید انسان کو پستی سے نکال کر اعلیٰ روحانی اقدار پر گامزن کر دیتا ہے۔
- نظریۂ توحید قلب انسانی میں استغنا و خودداری پیدا کر دیتا ہے اور جملہ خطرات کے مقابلے کے لئے بے خوفی و بے نیازی کی داغ بیل ڈال دیتا ہے۔
- نظریۂ توحید انسان کے دل میں یقین محکم کا ایسا گلستان سجا دیتا ہے۔ کہ جس کی عطر خوشبو سے سیرت و کردار کے تمام گوشے مہک اٹھتے ہیں۔

نظریۂ توحید کی اہمیت کے پیش نظر قرآن حمید نے اس کی وضاحت کے لئے مختلف اسلوب اختیار کئے ہیں، کسی جگہ تو انبیاء و رسل علیہم السلام کے حوالے سے نہایت ہی حکیمانہ انداز میں اس نظریئے کی وضاحت کی گئی۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پس دیوارِ زنداں اپنے قیدی ساتھیوں کو تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ" (یوسف)

"اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی۔

فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے اسی کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی ٹھیٹھ سیدھا طریقِ زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں"

ان آیات میں بڑے ہی لطیف انداز میں یہ دعوت فکر دی گئی ہے۔ کہ بندگی کے لائق صرف وہی یکتا ذات ہے۔ جو کائنات کی ہر چیز پر غالب ہے۔ فالعقتاً اس کی بندگی اختیار کرنے کا نام ہی دین قیم ہے۔ اس کارگاہ حیات میں حقیقی فرمانروائی اسی کی ہے۔ جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نظریۂ توحید کے پرچار کی خاطر بے انتہا مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔ جذبۂ توحید سے بتانِ آذری کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ بے خطر نارِ نمرود میں چھلانگ لگادی۔ خداوند قدوس کی محبت میں سرشار ہو کر جونہی آگ میں چھلانگ لگائی تو بارگاہِ ایزدی سے حکم ہوا۔

يَانَارُ كُوْنِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ،

اے آگ (ہمارے خلیل) ابراہیمؑ کیلئے امن و سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

(اقبالؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس خوش اسلوبی سے قوم کو نظریۂ توحید کی طرف دعوت دی سورۂ شعراء میں اس کی ایک جھلک دیکھائی گئی ہے۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِيْنَ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ٥" الشعراء ۔ ۸۱

"اور انہیں ابراہیم کا قصہ سناؤ جبکہ اس نے اپنے باپ اور اُس کی قوم سے پوچھا تھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں جن کو تم پوجتے ہو انہوں نے جواب دیا یہ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں اور انہی کی سیوا میں لگے رہتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یا یہ تمہیں نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں انہوں نے جواب دیا نہیں۔ بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا ہے۔ اس پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کبھی تم نے ان چیزوں کو دیکھا بھی جنکی بندگی تم اور تمہارے پچھلے باپ دادا بجا لاتے رہے۔ میرے تو سب دشمن ہیں بجز ایک رب العالمین کے۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور پھر وہی میری راہنمائی فرماتا ہے۔ جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے جو مجھے موت دے گا۔ اور زندگی بخشے گا۔"

غور فرمایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو نظریۂ توحید ذہن نشین کرانے کیلئے کیسا عمدہ اور عام فہم انداز اختیار کیا جس سے ہر کوئی بخوبی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اپنا تعلق رب العالمین ہی سے جوڑنا چاہیئے۔ وہی سب کا خالق ہے وہی سب کا رازق ہے۔ بیماری و شفا اسی کے قبضہ میں ہے۔ موت و حیات کا واحد وہی مالک ہے صرف وہی اس لائق ہے کہ اس

کی پوجا کی جائے۔ اور جبینِ نیاز اس کے آستانہ پہ جھکائی جائے۔

نظریۂ توحید کی عظمت کا اس سے اندازہ لگتا ہے کہ سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سورۂ انعام میں یہ اعلان کرایا گیا۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین ۰ (الانعام ۱۶۳)

(اے نبی علیہ السلام) کہو! میری نماز۔ میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

نظریۂ توحید کی طرف مائل کرنے کے لئے قرآن مجید میں ایک حکیمانہ اسلوب یہ بھی اختیار گیا کہ جو لوگ توحید کا اقرار کر لینے کے بعد اس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ ان پر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور انہیں تائیدات غیبی کی بشارت ملتی ہے۔

اللہ سبحانہ، وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۰

"جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں۔ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھی ہیں۔ اور آخرت میں بھی وہاں جو کچھ چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی اور یہ ہے سامانِ ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔

نظریۂ توحید کو ذہن نشین کرانے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بڑی تفصیل سے اپنی پاکیزہ صفات کا تذکرہ کیا حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی دیدۂ بینا رکھنے والا انسان صفاتِ الٰہیہ پر غور کرتا ہے تو اس کی وحدانیت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۰ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ

لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ۔ ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السموٰت والارض وھو العزیز الحکیم (الحشر ۲۲)

"اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے وہ مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان سب پر غالب اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا ۔ اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں ۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اور اسے نافذ کرنے والا ہے ۔ اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے ۔ اس کے لئے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے ۔

سورۃ بقرہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی صفات کا تذکرہ نہایت ہی بلیغ انداز میں فرمایا ۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔ (البقرہ ۲۵۵)

اللہ وہ زندہ و جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے ۔ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ۔ نہ وہ سوتا ہے نہ اسے اونگھ لگتی ہے زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے ۔ کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی، الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہیے اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے ۔ اور ان کی نگہبانی اس کے لئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے ۔

قرآن مجید کائنات میں بسنے والے تمام انسانوں کو بندگی رب کا حکم دیتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے ۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ

فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون ۝ (البقرۃ ۲۲)

لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں ان سب کا خالق ہے تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت سے ہو سکتی ہے۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا آسمان کی چھت بنائی اوپر سے پانی برسایا۔ اور اس کے ذریعے سے ہر قسم کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بندگی صرف اُسی وحدہ لاشریک کی ہونی چاہیئے جس کی ان گنت نعمتیں شب و روز ہم استعمال کرتے ہیں۔ جس نے زمین کو ہمارے لئے بچھونا بنایا۔ آسمان کا سائبان تان دیا، آسمان سے پانی نازل کر کے ہمارے لیئے مختلف اقسام کے میوے پیدا کر دیئے۔

ان نعمتوں کے ضمن میں ہم سے صرف یہ مطالبہ ہے کہ خالق کائنات کو وحدہ لاشریک مانیں نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کی صفات ہیں۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصائب و آلام، حزن و ملال، بیماری اور تنگ حالی میں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کو پکارا جائے۔ بلاشبہ وہی مشکلات کو حل کرتا ہے غموں سے نجات دیتا ہے اور بیماری سے شفا بخشتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ انبیاء میں یونس علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے اس عجیب و غریب واقعے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا۔

وَذَا النُّونِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ

(الانبیاء ۸۸)

اور مچھلی والے کو ہم نے نوازا یاد کرو جبکہ غصے میں چلے گئے تھے اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے۔ آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا نہیں ہے کوئی معبود حقیقی مگر تو ہی پاک ہے تیری ذات، بے شک میں ہی قصور وار ہوں تب ہم نے اس کی دعا قبول کی اور غم سے اس کو نجات بخشی اور اس طرح ہم مومنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔

نظریۂ توحید کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان آیات میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے مانگنے کے آداب بھی بیان کئے گئے۔ کہ جب بھی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں التجا کی جائے تو اس کی عظمت کا اقرار ہو اور اپنی بے بضاعتی و کم مائگی کا اعتراف ہو۔ جیسا کہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ

مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یونس علیہ السلام نے تاریکیوں میں جبکہ آپ ایک مصیبت میں گرفتار تھے۔ یہی اسلوب اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بھی قیامت تک ہمیں پکارنے کا یہ انداز اختیار کرے گا۔ ہم اسے اسی طرح نجات دیتے رہیں گے جس طرح ہم نے اپنے برگزیدہ بندے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی۔ اس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کو جب انتہائی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہوئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شفا کی التجا کی جیسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

"وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ۔ (الانبیاء)

اور یاد کرو ایوب علیہ السلام کو جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو تکلیف اسے تھی اس کو دور کر دیا اور صرف اس کے اہل و عیال ہی اس کو نہیں دیئے بلکہ انکے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیئے اپنی خاص رحمت کے طور پر اور اس لئے کہ یہ ایک سبق ہے عبادت گذاروں کے لئے۔

ثابت ہوا کہ بیماری سے شفا دینے والا صرف اللہ ہے۔ اسی طرح زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے کے عالم میں بارگاہِ ایزدی میں اولاد کے لئے التجا کی

وَزَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ۔ (الانبیاء ۹۰)

اور زکریا علیہ السلام کو یاد کرو۔ جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا اے پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا۔ اور اس کی بیوی کو اس قابل بنا دیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ اولاد دینے والی بھی صرف وہی ذات ہے۔

جب کسی کو ان حقائق کا علم ہو جاتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارا خالق، مالک، رازق مشکل کشا، حاجت روا ہے، بیماری سے شفا دینے والا اور موت و حیات کا مالک ہے تو ظاہر ہے کہ ہر مشکل کے وقت انسان اسی کو پکارے گا اسی کے حضور اپنی تمنائیں پیش کرے گا۔ اسی کی بارگاہ میں گڑگڑائے گا۔ اور اسی کی جناب میں آہ و زاری کرے گا کیونکہ وہ ذات اپنے بندوں کے قریب بھی ہے اور مجیب بھی۔ ان کی سنتا بھی ہے اور انکی دعاؤں کو قبول بھی کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۔ (البقرہ ۲)

اے نبی علیہ السلام میرے بندے اگر آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیں کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار کو سنتا بھی ہوں اور اس کا جواب بھی دیتا ہوں لہذا انہیں چاہیئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لے آئیں، شاید کہ وہ راہِ راست پا لیں۔

بلکہ ہر روز آسمان سے ندا آتی ہے، ہے کوئی اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا کہ میں اسے بخش دوں ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اسے روزی دوں ۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ توحید کی دو قسمیں ہیں ۔ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت ۔

توحید ربوبیت کے تو سب قائل تھے

سب اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق اور موت و حیات کا مالک مانتے تھے ۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۔

اے نبی علیہ السلام ان سے پوچھئے، آسمان اور زمین میں سے تمہیں کون روزی دیتا ہے کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے کون زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے ۔ کون معاملے کی تدبیر کرتا ہے تو کہیں گے اللہ مشرکین عرب نے صرف توحید الوہیت کا انکار کیا توحید ربوبیت کے وہ قائل ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید نے انکے تعجب کو ان الفاظ میں بیان کیا۔

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۔

کیا اس نے بہت سے خداؤں کو ایک ہی خدا بنا دیا یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

نظریۂ توحید کی وضاحت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل پیش کی جا سکتی ہے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

آل عمر...